عصرِ حاضر کا بحران اور آیندہ لائحہ عمل

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں

حبیب الرحمن چترالی ○

مسلمانوں کے لیے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ حوادثِ عالم کے تسلسل میں وہی طرزِ عمل کامیابی اور فلاح کی ضمانت ہے جو اُسوۂ رسولؐ کے عین مطابق ہو اور قرآن کریم کے معیار حق و صداقت پر پورا اترتا ہو۔حق وصداقت کیا ہے اور جھوٹ کیا؟ یہ معلوم کرنے کے لیے ہمیں نہ نصاریٰ اور اہل کتاب کی طرح افراط وتفریط کا رویہ اپنانا چاہیے اور نہ فلاسفہ کی فلسفیانہ موشگافیوں کا سہارا لینا چاہیے۔بحیثیت حق جُو مسلمان ہمارا رویہ کتاب اللہ اور سیرت رسول کی طرف رجوع کا ہونا چاہیے کیونکہ قوموں کے عروج وزوال اس حدیث کے مطابق قرآن کے ساتھ ان کے سلوک سے مشروط ہے۔اسی لیے ارشاد ہوا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے قوموں کو عروج نصیب کرتا ہے اور دوسری قوموں کو زوال سے دوچار کرتا ہے'' (مسلم)۔ بطور تشریعی امر قرآن ہمیں سمع و طاعت کا پابند بناتا ہے۔البتہ اس شرع کا اطلاق عصر حاضر کے تکوینی امور پر کرنے سے پیش تر زمینی حقائق پر گہری نظر رکھنا ضروری ہے۔

گذشتہ پانچ برسوں کے دوران وقوع پذیر حالات و واقعات، دہشت گردی کے نام پر حق و باطل کی کش مکش، خدائی قوانین کو بدل کر سیکولر قوانین کے اجرا کی جدوجہد، اباحیت، عالمی

○ پروڈیوسر پاکستان ٹیلی وژن اسلام آباد

ذرائع ابلاغ پر پیغمبر آخر الزمان کی ذات اقدس کا تمسخر، قرآن مجید کی علانیہ بے حرمتی اور اسلامی شعار کا مذاق، نیو یارک میں خانہ کعبہ کی شبیہہ پر شراب خانے کی تعمیر، امریکا میں چنگیز خان کے مجسمے کی تنصیب، افغان جیلوں، عراقی عقوبت خانوں اور گوانتانا موبے میں مسلمانوں پر مظالم اور سفاکیت، مظلوم فلسطینیوں اور کشمیریوں کے خلاف یہود و ہنود اور صلیبی قوتوں کے گٹھ جوڑ اور امریکا کی طرف سے امتیازی طور پر بھارت کے ساتھ سول نیوکلیر معاہدے کے توثیق نے استعمار کے اصل مقاصد کو واضح کر دیا ہے جو عصر حاضر میں فرعونیت کی علامت ہیں۔

تاریخی طور پر فرعونی استعمار کے عزائم اور ان کی پالیسیوں کے ادراک کے لیے قرآن مجید ہمیں جو روشنی فراہم کرتا ہے اس کا سورۂ قصص میں یوں احاطہ کیا گیا ہے: ''واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا، اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا تھا۔ فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔ اور ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین پر ذلیل کر کے رکھے گئے تھے اور انھیں پیشوا بنا دیں اور انھی کو وارث بنائیں۔ اور زمین میں انھیں اقتدار بخشیں اور ان سے فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھلا دیں جس کا انھیں ڈر تھا''۔ (القصص ۲۸: ۴-۶) قرآن کے مطابق فرعونی استعمار کی پشت پر اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (النازعات ۷۹: ۲۴) ''میں ہی تمھارا پروردگارِ اعلیٰ ہوں'' کا استکبار کارفرما تھا جس کا وہ عوام میں اعلان کرتا پھرتا تھا۔ اسی لیے اس کو آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ کر اللہ نے عبرت کا نشانہ بنا دیا ہے۔ ہر 'فرعونے را موسیٰ' کے مصداق اس مقصد کے لیے 'دشمن' کی پرورش فرعون کے محل میں ہوتی رہی۔ جب یک قطبی قوت کے حامل فرعون جارحیت کے مرتکب ہوئے اور ملکوں کو روند ڈالا: الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلاَدِo (الفجر ۸۹: ۱۱) اور دنیا کو فساد سے بھر دیا: فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ o (الفجر ۸۹: ۱۲) تو پھر اللہ نے اس پر اپنے عذاب کا کوڑا برسایا اور اسی 'دشمن' کے ہاتھوں اسے غرقاب کیا اور مستضعفین کو نجات دلا دی۔ فرعون کی حنوط شدہ محفوظ لاش ۲۱ ویں صدی کے مستعمرین کے لیے عبرت کی ایک کھلی نشانی ہے۔

قرآن مجید میں ایک ایسے ہی خود ساختہ عالمی نظام کی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے جو

مصر کے فرعونوں نے قائم کیا تھا، اس کے بنیادی عناصر کی نشان دہی کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس نظام کے علَم برداروں نے زمین میں اپنی بڑائی قائم کی (اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ)، باشندگانِ ملک کو ٹکڑوں اور گروہوں میں تقسیم کیا (جَعَلَ اَهۡلَهَا شِيَعًا)، کچھ لوگوں کو کمزور کیا اور ان کی نسل کشی کی (يَّسۡتَضۡعِفُ طَآئِفَةً مِّنۡهُمۡ يُذَبِّحُ اَبۡنَآءَهُمۡ) اور زمین میں فتنہ وفساد پھیلانے کے موجب ہوئے، (اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ- القصص ۲۸:۴) یہ نظام جو ہزاروں سال پہلے فرعون نے قائم کیا تھا اپنے اندر وہ تمام خصائص رکھتا ہے جو بعد میں سامنے آنے والے دوسرے عالمی نظاموں میں اپنائے گئے لہٰذا قرآن مجید کی رو سے ہر وہ خودساختہ عالمی نظام فرعونی نظام ہے جو یہ مقاصد رکھتا ہو۔

مستقبل کا لائحہ عمل تعلیمات قرآنی کی روشنی میں

ماضی اور حال کے مستکبرین کے مکروفریب اور چال بازیوں کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے: قَدۡ مَكَرَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَاَتَى اللّٰهُ بُنۡيَانَهُمۡ مِّنَ الۡقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيۡهِمُ السَّقۡفُ مِنۡ فَوۡقِهِمۡ وَاَتٰٮهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝ (النحل ۱۶:۲۶) "ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ (حق کو نیچا دکھانے کے لیے) ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں تو دیکھ لو اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور اس کی چھت اُوپر سے ان کے سر پر آ گری اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جدھر سے اس کے آنے کا ان کو گمان تک نہ تھا"۔

قرآن مجید کی روشنی میں تکوین میں وقوع پذیر حالات وواقعات کا تجزیہ کرنے سے احکام تشریع کے اطلاق میں کوئی ابہام باقی نہیں رہ جاتا اور امت مسلمہ کے مخلص افراد ان تعلیمات کی روشنی میں آیندہ کا کوئی لائحہ عمل اور پالیسی ترتیب دینا چاہیں تو قرآن ان کے لیے ہدایت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ سورۂ توبہ کی ابتدائی آیات میں بدعہد مشرکین کو چار ماہ کا نوٹس دینے کی ہدایت کی گئی تھی۔ جس کے اعلان کے لیے حج اکبر کے دن کا تعین کیا گیا تھا اس وقت ابوبکر صدیقؓ حج کے لیے نکل چکے تھے تو حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا کہ مجمع عام میں حاجیوں کو سنائیں اور انھوں نے منیٰ کے اندر جا بجا یہ آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سنائیں، جب کہ حجاج کی قیادت بدستور حضرت ابوبکر

صدیقؓ کے ہاتھ میں ہی رہی:

''اعلان براءت ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ان مشرکین کو جن سے تم نے معاہدے کیے تھے پس تم لوگ ملک میں چار مہینے اور چل پھر لو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو' اور یہ کہ اللہ منکرینِ حق کو رسوا کرنے والا ہے۔ اطلاع عام ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے حج اکبر کے دن تمام لوگوں کے لیے کہ اللہ مشرکین سے بری الذمہ ہے اور اس کا رسول بھی۔ اب اگر تم توبہ کرلو تو تمھارے ہی لیے بہتر ہے جو منہ پھیرتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور اے نبیؐ! انکار کرنے والوں کو سخت عذاب کی خوش خبری سنا دو بجز ان مشرکین کے جن سے تم نے معاہدے کیے پھر انھوں نے اپنے عہد کو پورا کرنے میں تمھارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمھارے خلاف کسی کی مدد کی تو ایسے لوگوں کے ساتھ تم بھی مدتِ معاہدہ تک وفا کرو کیونکہ اللہ متقیوں ہی کو پسند کرتا ہے''۔ (التوبہ ۹:۱-۴)

دوسری جگہ حکم ہوا: فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ''جب حرام مہینے (ذی القعدہ، ذی الحج، محرم اور رجب) گزر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کردو''۔ (۹:۵)

سورۂ توبہ کی آیات ۷ تا ۱۵ میں اس نوٹس کے پس منظر میں کفار کو ان الفاظ میں چارج شیٹ دی گئی ہے: ''ان مشرکین کے لیے اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک کوئی عہد آخر کیسے ہوسکتا ہے' بجز ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تھا۔ تو جب تک وہ تمھارے ساتھ سیدھے رہیں تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو کیونکہ اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے ــــــ مگر اُن کے سوا دوسرے مشرکین کے ساتھ کوئی عہد کیسے ہوسکتا ہے' جب کہ ان کا حال یہ ہے کہ تم پر قابو پا جائیں تو نہ تمھارے معاملے میں کسی قرابت کا لحاظ کریں اور نہ کسی معاہدے کی ذمہ داری کا؟ وہ اپنی زبانوں سے تم کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر دل ان کے انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ انھوں نے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت قبول کرلی پھر اللہ کے راستے میں سدّ راہ بن کر کھڑے ہو گئے۔ بہت برے کرتوت تھے جو یہ کرتے رہے۔ کسی مومن

کے معاملے میں نہ یہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی عہد کی ذمہ داری کا۔ اور زیادتی ہمیشہ انھی کی طرف سے ہوتی ہے‘‘۔(۹:۷-۱۰)

آ گے چل کر اسی سورہ کی آیات ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ میں یہ حکم دیا گیا ہے: ’’کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اگر تم مومن ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ ان سے لڑو، اللہ تمھارے ہاتھ سے ان کو سزا دلوائے گا اور انھیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمھاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے قلوب کی جلن مٹا دے گا، اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے‘‘۔

بدعہدی کا انجام

بے شک معاہدات انسانی تعلقات کی قدیم ترین بنیادیں ہیں۔ عمرانی زندگی میں اگر میثاق و عہد کی خلاف ورزی اور نقضِ عہد کو وطیرہ بنایا جائے تو قرآن کریم کی ہدایت کی روشنی میں بدترین فساد اور فتنہ لازمی ہو جاتا ہے۔ اس لیے قرآن نے مخصوص صورت حال کے علاوہ عہد کی پابندی کا درس دیا ہے۔ جس پیچیدہ صورت حال سے آج پاکستان اور عالمِ اسلام کے ممالک گزر رہے ہیں اور دہشت گردی کے حوالے کیے جانے والے معاہدات ہمارے حکمرانوں کے پاؤں کی زنجیریں بن رہے ہیں۔

تفصیل میں جائے بغیر صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرنے والے مشرکین کی طرف اشارہ کافی ہوگا جو کہ اسلام اور اسلامی مملکت کو پنپتے دیکھ کر ہر بندش سے خود کو آزاد کر کے اسلام پر آخری وار اور مسلمانوں کو مطعون کرنا چاہتے تھے جس نے آنحضوؐر کو خلافِ معمول اسٹرے ٹیجی بدلنے پر مجبور کر دیا جو بالآخر قیصرِ روم کی شکست پر منتج ہوا۔ کیونکہ آنحضوؐر نے صریح بدعہدی کے بعد احزاب یعنی coalition forces کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ سورۂ انفال، سورۂ احزاب اور سورۂ توبہ میں تفصیل موجود ہے جو تاریخی تقابل اور واقعاتی تطابق کے حوالے سے موجودہ حالات سے موافقت رکھتے ہیں۔ سورۂ انفال کی آیات ۵۵ تا ۵۸ کے تاکیدی ارشادات ملاحظہ ہوں:

یقیناً اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے والی مخلوق میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جنھوں نے حق کو ماننے سے انکار کر دیا پھر کسی طرح وہ اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔(خصوصاً) ان میں سے وہ لوگ جن کے ساتھ تو نے معاہدہ کیا پھر وہ ہر موقع پر اس کو توڑتے ہیں اور ذرا خدا کا خوف نہیں کرتے۔ پس اگر یہ لوگ تمھیں لڑائی میں مل جائیں تو ان کی ایسی خبر لو کہ ان کے بعد دوسرے جو لوگ ایسی روش اختیار کرنے والے ہوں ان کے حواس باختہ ہو جائیں۔ توقع ہے کہ بدعہدوں کے اس انجام سے وہ سبق لیں گے۔ اور اگر کبھی تمھیں کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو اس کے معاہدے کو علانیہ اس کے آگے پھینک دو اور برابر ہو جاؤ یقیناً اللہ خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔

اتحادیوں کی عبرت ناک شکست

سورۂ احزاب میں ان اتحادی فوجوں کے انجام بد کی طرف نشان دہی کی گئی ہے جنھوں نے عظیم سلطنت روم کی شہ پر مسلمانوں سے لڑائی کی تھی اور ساتھ ہی یہودیوں کی سرکوبی کی بھی نوید سنائی گئی ہے جو نہ صرف جزیرۃ العرب میں بدامنی پھیلانے کے ذمہ دار تھے بلکہ وہ عالمی سطح پر شر و فساد کی پشت پناہی کرتے تھے اور غزوۂ احزاب کے روحِ رواں تھے۔ ارشاد ہوا:

اللہ نے کفار کا منہ پھیر دیا، وہ کوئی فائدہ حاصل کیے بغیر اپنے دل کی جلن لیے یوں ہی نامراد پلٹ گئے، اور مومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لیے کافی ہو گیا، اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔ پھر اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا، اللہ ان کی گڑھیوں سے انھیں اتار لایا اور ان کے دلوں میں اُس نے ایسا رعب ڈال دیا کہ آج ان میں سے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو۔ اس نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے اموال کا وارث بنا دیا اور وہ علاقے تمھیں دیے جسے تم نے کبھی پامال نہ کیا تھا۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(احزاب ۳۳:۲۵-۲۷)

ایک اور جگہ پر دین حق کی حتمی فتح کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد ہوا:

اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے پوری جنس دین پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔(التوبہ۹:۶۱)

امت مسلمہ کے اھداف کا از سر نو تعین

شریعت اسلامی کی ان اصولی ہدایات اور احکام کی روشنی میں اللہ کے رسولؐ اور ان کے جاں نثار صحابہؓ نے جو تکوینی حکمت عملی اپنائی وہ رہتی دنیا تک تمام انسانیت کے لیے عموماً اور مستضعفین اہل ایمان کے لیے خصوصاً مشعل راہ ہیں۔لہٰذا موجوہ بحرانوں سے نمٹنے کے لیے ہمیں قرآن اور سیرت رسول کو اپنانا پڑے گا۔اور ہمیں ہر سطح پر اپنی عسکری اور سیاسی پالیسی اور حکمت عملی پر نظرثانی کرنا ہو گی اور یہی اقدام بدلتی دنیا میں امت مسلمہ کی حیات نو کی ضمانت ہو گی۔ شرع اسلامی میں تکوین میں وقوع پذیر تمام واقعات اور انسانی مسائل کا اصولی حل موجود ہے، تاہم اختصار کے ساتھ ان ہدایات کی طرف اشارہ کروں گا جو امت مسلمہ کو یک جہتی اور اپنے اہداف کے از سر نو تعین میں راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

○ اعلاے کلمۃ اللہ: امت مسلمہ کا پہلا ہدف اعلاے کلمۃ اللہ، یعنی کلمۂ حق کی بلندی ہونا چاہیے۔ارشاد خداوندی ہے:تکون کلمۃ اللّٰہ ھِیَ العلیا ’تاکہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو جائے‘‘۔قرآن کی مخالفت اور استہزا کے جواب میں امت کو تمسک با لقرآن والسنۃ کا رویہ اپنانا چاہیے تاکہ کلمۂ کفر سرنگوں ہو جائے اور طاغوتی طاقتیں اپنے انجام بد سے دوچار ہوں۔اللہ کے کھلے اور چھپے دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لیے مسلمانوں کے لیے قوت اور ٹکنالوجی کا اصول ضروری ہے۔ارشاد ہوا:’’ان کے مقابلے کے لیے جہاں تک تمھارا بس چلے قوت فراہم کرو‘‘۔

○ اتحاد امت اور اصول رازداری: امت کا دوسرا ہدف مکمل اتحاد و یک جہتی ہونا چاہیے۔ارشاد خداوندی ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (اٰل عمرن ۳:۱۰۳)’سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو‘‘۔

مسلمانوں کے درمیان افتراق اور انتشار کے اسباب فراہم کرنا شیطانی چالیں ہیں۔ جغرافیائی و طبقاتی تقسیم، مذہبی و سیاسی تفریق، نسلی اور لسانی امتیاز اور جنس اور رنگ کی بنیاد پر

تعصب و کش مکش کا خاتمہ صرف اعتصام بحبل اللہ کی لڑی میں پرونے اور اختلافات مٹانے میں پوشیدہ ہیں۔اس لیے اولین شرط یہ ہے کہ ہم دوسروں کو اپنا رازدار نہ بنائیں۔حکم ہوا ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔وہ تمھاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے۔تمھیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے، ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔ہم نے تمھیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں، اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو گے)''۔(اٰل عمرٰن ۳:۱۱۸) یہ آیت مسلمانوں کے خفیہ اداروں کے لیے ایک رہنما اصول کا درجہ رکھتا ہے لٰہذا intelligence sharing کے ڈھکوسلوں کا سہارا لینا ناعاقبت اندیشی اور خود کو دھوکا دینے کے سوا کچھ نہیں۔

○ احترام آدمیت اور مظلوم انسانوں کی مدد: ارشاد ہوا: وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۰) ''ہم نے بنی آدم کو فضیلت بخشی ہے''۔

احترام آدمیت اور اولاد آدم کی یگانگت کا اصول ہمارا ہدف ہونا چاہیے۔خدا کے آزاد بندوں کو اپنا بندہ بنانے کے لیے مستکبرین کی تگ و دو کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑا ہونا اور مدد طلب کرنے پر دنیا بھر کے مستضعفین کی بلا امتیاز مدد کرنا اُمت مسلمہ کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ (انفال ۸:۷۲) ''اگر وہ دین کے معاملے میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے''۔

○ جہاد فی سبیل اللہ: مستکبرین کے تمام غیر قانونی اور غیر اخلاقی اقدامات کا توڑ صرف ڈپلومیسی سے ممکن نہیں بلکہ یہ جہاد فی سبیل اللہ سے ممکن ہے قرآن کریم میں اس کے لیے کئی مقامات پر تاکیدی احکامات موجود ہیں چند آیات کی طرف اشارہ کافی ہوگا ارشاد ہوا: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ (الحج ۲۲:۳۹) ''اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جا رہی ہے، کیوں کہ وہ مظلوم ہیں، اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے''۔ دوسری جگہ حکم دیا گیا: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (التوبہ ۹:۴۱) ''نکلو اللہ کی راہ میں خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان

سے''۔ یہ بھی ارشاد ہوا :وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا (البقرۃ۲:۱۹۰)''جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا''۔ ارشاد خداوندی ہے: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْھِمْ (التوبہ۹:۷۳) ''اے نبیؐ! تم کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرو اور ان سے سختی سے پیش آؤ''۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ (الحج۲۲:۷۸)''اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے''۔

جہاد اور قتال وہ ہدف ہے جس سے روگردانی ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔ ما ترک قوم الجہاد الا ضلوا (حدیث)افغانستان اور عراق کے علاوہ فلسطین اور کشمیر کی آزادی کے لیے جہاد ہماری پالیسی کا جزولاینفک ہونا چاہیے تاکہ برہمن اور سامی النسل مستکبرین کا استکبار و غرور خاک میں مل جائے۔ اور دنیا بھر کی آزادی کی تحریکوں کو حوصلہ تازہ مل جائے۔ قرآن کا حکم واضح ہے:''آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پاکر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا! ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر''۔(النساء ۴:۷۵)

○ تیز رفتار ڈپلو میسی: مذکورہ بالا تکوینی حالات میں قرآنِ کریم کے احکامات ایک تیز رفتار ڈپلومیسی کے بھی متقاضی ہیں جس کا مقصد مقاتلین belligerents کو عالمی سطح پر تنہائی (isolation) کا شکار کرنا ہوگا لہٰذا ہدایاتِ الٰہی Divine Guidance کی روشنی میں عالمِ اسلام کی قیادتوں اور سفارتی حلقوں کو OIC اور UNO کے پلیٹ فارم سے مستکبرین کی گرتی ہوئی عہد شکن طاقتوں کے سامنے اپنے واضح موقف کا اعلان کرنا چاہیے جس کے چیدہ نکات درج ذیل ہو سکتے ہیں:

- عالمِ اسلام کے خلاف امریکا اور برطانیہ اپنی امپیریئل گرینڈ اسٹرے ٹیجی پر عمل درآمد فوری روک دیں۔
- افغانستان اور عراق سے اتحادی افواج کی چار ماہ کے اندر واپسی کا عمل شروع کرنے کو یقینی بنایا جائے۔

- اسلام کو evil ideology اور انتہا پسند نظریے کی بنیاد پر ابلاغی پروپیگنڈے کا موضوع بنانے، نیز قرآن اور شعائرِ اسلامی کی بے حرمتی کو روکا جائے۔
- بین الاقوامی تعلقات میں انصاف کے اصولوں کو بالاے طاق رکھ کر آزادی کی تحریکوں کو دہشت گردی سے منسوب نہ کیا جائے۔
- اسرائیل اور بھارت کی ریشہ دوانیوں کی عالمی سطح پر حمایت بند کی جائے۔
- فلسطین اور کشمیر کی آزادی اور خودمختاری اور حقِ خودارادیت کو یقینی بنایا جائے۔

○معاشرت اور معیشت کی تنظیم نو: عالم گیریت کے نام پر اسلامی معاشروں کی موجودہ ہیئت اور رویوں میں تبدیلی، نجی اور سرکاری تنظیموں، ابلاغ اور قوانین کے بل بوتے پر معاش کے وسائل کو ملٹی نیشنل اداروں کے حوالے کرنا، اسلامی معاشرے کے معاشی اور معاشرتی ڈھانچے کو کمزور اور بے عمل بنانا بالادست استعمار کے اہداف ہیں جس نے زیردست معاشروں اور افراد کو ظلم، ناانصافی اور استحصال کے سوا کچھ نہیں دیا۔ بنا بریں قرآن کریم کی سورۂ حجرات اور دوسری آیات میں دی گئی ہدایات کے مطابق انفرادی اور اجتماعی رویوں کی درستی ضروری ہے۔ اُمت مسلمہ کو اپنی معاشرتی زندگی میں بدگمانیوں کے بجاے حُسنِ ظن کے اصول کو اپنانا چاہیے۔ یتیموں، بے کسوں کی کفالت کو شعار بنانا چاہیے جو کہ اسلامی سماجی نظام کفالت کا لازمی جزو ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادایگی میں مسلم معاشروں کو استقامت کا رویہ اپنانا چاہیے۔ اولاد کے لیے حلال کی کمائی کو ترجیح دینا چاہیے۔ فرد اور معاشرے کی سطح پر لالچ خودغرضی اور بخل کے امراض سے اجتناب کرنا چاہیے۔ سادگی اور انکساری کی زندگی پر کاربند ہونا چاہیے۔ گلوبلائزیشن کے ضمن میں ملکی سطح پر معاش کی جدوجہد میں ملٹی نیشنل کمپنیوں اور منفی سرگرمیوں کی حامل این جی اوز کا آلہ کار بننے سے ا جتناب کرنا چاہیے۔ سودی معیشت کا خاتمہ اور ملکی اور عالمی سطح پر مسلم اداروں کے استحکام کو ہدف بنانا چاہیے۔ سفارتی تعلقات اور امت مسلمہ کی آپس میں تجارت کے فروغ اور مشترکہ منڈی کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا چاہیے اور ڈالر اور یورو کے مقابلے میں مسلم ممالک کے لیے مشترک طلائی سکہ رائج کرنا چاہیے اور امت مسلمہ کو ان مقاصد کے حصول کے لیے مسلم ریڈیو ٹی وی چینل کے قیام اور ابلاغی اداروں کی اصلاح کو ہدف بنانا ہوگا۔ معاشرتی برائیوں کے خاتمے کے لیے ابلاغی

پالیسی مرتب کرنا ہوگی تاکہ ابلاغ حق اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ریاستی سطح پر انجام دیا جاسکے۔

جدید معاشی و معاشرتی مسائل کے حل کے لیے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ امریکا اور انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، آئی آئی یو جیسے مراکزِ دانش کی سائنٹی فک تحقیق اور عالمِ اسلام کے دینی و اصلاحی تحاریک کی اجتماعی دانش سے استفادہ کیا جائے اور ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کے لیے بھی تحاریکِ اسلامی کے تربیت یافتہ کارکن مؤثر کردار ادا کرسکتے ہیں تاکہ اجتماعی عمل معاشرے میں عملِ صالح کے قالب میں ڈھل جائے۔ اور عالمی بستی میں خیر کو شر پر غلبہ حاصل ہوسکے نیز عدل و احسان پر مبنی فلاحی ریاست کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو۔ تطہیرِ افکار اور تعمیر کردار کا یہ کام جدید ترکی کو ماڈل بنانے سے حاصل نہیں ہوسکتا لہٰذا ماضی کے استعماری قوانین کو جاری رکھنے کے بجاے پاکستان کی اسلامی آئینی شناخت کو برقرار رکھا جائے، خاندان کی اکائی اور مشرقیت کا تحفظ کیا جائے، عورتوں کی اسمگلنگ اور flesh trade کا راستہ روکا جائے، این جی اوز کے پریشر گروپس اور ملٹی نیشنل لابیوں کی ترغیبی و ترہیبی حربوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر متفرق نہیں ہوا جائے۔ لہٰذا پروپیگنڈے کے بجاے حقائق کو مدِنظر رکھا جائے تو ۳۰ نومبر کو منظور ہونے والا حقوقِ نسواں کا ناقص بل پاکستان کی آئینی اور اسلامی اہداف کے حصول کے مقصد کو پورا نہیں کرتا۔ لہٰذا حقوق نسواں اور جنسی امتیاز کا مسئلہ آسمانی ہدایت وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرہ ۲:۲۲۸) ”عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں“ کی بنیاد پر حل کرنا ہوگا“۔ عورتوں کے اور ان کے ناموس کی حفاظت کے لیے سورۂ نساء اور سورۂ نور کی روشنی میں قانون سازی حقوق نسواں کے تحفظ کو یقینی بنا کر معاشرے میں عورت کو عزت کا مقام عطا کرسکتا ہے۔

O تنظیمِ نو کا عالم گیر ماڈل: معاشی اور معاشرتی رویوں کی اصلاح اور تنظیمِ نو کے سلسلے میں ہمیں نمونے کے طور پر سیرتِ رسولؐ سے رہنما اصول اخذ کرنے ہوں گے کیونکہ قرآن کریم ہدایت کو اتباعِ رسول کے ساتھ مشروط کرتا ہے۔ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (النور ۲۴:۵۴) ”اگر تم رسولؐ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے“۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(احزاب ۳۳:۲۱) ”درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ تھا“۔

سیرتِ رسولؐ میں ہمیں دین و دنیا کی جدائی کا تصور نہیں ملتا بلکہ آخرت کے مقاصد یعنی ends کے حصول کے لیے دنیا کے وسائل کا استعمال سیرتِ نبویؐ کا ایک اہم پہلو اور قرآن کی اس تعلیم کا نچوڑ تھا: وَلَاتَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا (القصص ۲۸:۷۷) ”اور دنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کرو“۔ اُخروی مقاصد کی خاطر دنیا کے وسائل برتنے کے آسمانی اصولوں اور پیغمبرانہ ضابطے کو اصطلاح میں ’شریعت‘ کہتے ہیں۔ اس لیے آنحضورؐ نے دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا: الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ ماڈل کے طور پر سردارِ دوعالم کے دونوں جہاں میں واحد کامیاب رہنما کی شہادت خود مغرب کے مفکرین بھی دیتے ہیں۔ مائیکل ایچ ہارٹ (Michael H.Hart) سو عظیم تاریخ ساز شخصیات کی درجہ بندی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نمبر پر شمار کر کے رقم طراز ہے:

> محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تاریخ میں وہ واحد شخصیت ہیں جو دین اور دنیا دونوں سطحوں پر سب سے زیادہ کامران اور کامیاب قرار پائے۔

عالم گیریت کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں سرکارِ دوعالمؐ سے بڑھ کر کوئی اور عظیم قائد نہیں مل سکتا جس کی تعلیمات زمینی اور زمانی قیود سے آزاد ہوں اور جس تک پہنچنا کامیابی کی دلیل ہو۔ اسی لیے شاعرِ مشرق نے فرمایا ہے: ؎ بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

○ خلافت کا قیام: آفاق میں دینِ حق کے غلبے کی واحد صورت زمین پر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا احیا ہے۔ ماضی کے استعمار کا پہلا ہدف مسلمانوں کی ٹوٹی پھوٹی خلافت کا خاتمہ تھا جسے ۱۹۲۴ء میں سرانجام دیا گیا۔ لہٰذا عصر حاضر کے بحران سے نمٹنے کے لیے امت مسلمہ کا اصل ہدف سیاسی طور پر اجتماعی خلافت کے نظام کا قیام ہونا چاہیے جو حق و انصاف اور نیابت الٰہی کے اصولوں پر قائم ہوتا ہے۔ دورِ جدید میں ریاستی اداروں کی سطح پر مقننہ، عدلیہ، انتظامیہ اور پریس اور سفارتی و دفاعی اداروں کو ہر حال میں شرعی تقاضوں کا پابند ہونا چاہیے اور اسلامی ممالک اپنے آئین اور قوانین کو اسلام کے دیے ہوئے قراردادِ مقاصد کے تحت مرتب کریں۔ اجتماعی قیادت ان خامیوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے جو جمہوریت اور آمریت اور شخصی حکومتوں کے پیدا کردہ ہیں۔ خلافت کے ضمن میں ماضی کے تحقیقی کام کو ضابطے کی صورت میں مرتب کرنا ہوگا اس مقصد کے لیے

عالمِ اسلام کی سطح پر مسلم اور مخلص مراکز دانش (ThinkTanks) کا قیام ضروری ہے۔ مسلمانوں کی خلافتِ ارضی کے حوالے سے قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور ۲۴:۵۵) اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ اُن کو اُسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، ان کے لیے اُن کے اُس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردے گا جسے اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں پسند کیا ہے، اور اُن کی (موجودہ) حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا۔

بلاشبہہ اصول جہان بانی اور دنیا کو امن آشتی اور انصاف کی فراہمی کے لیے مسلمانوں کے لیے شریعت کے مقرر کردہ اہداف کا حصول شرط اولین ہے جس سے صرفِ نظر کر کے وہ دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام نہیں حاصل کر سکتے۔

○ مسلم ورلڈ آرڈر کی تشکیل: ۲۱ ویں صدی میں نیو ورلڈ آرڈر کے خاتمے اور مستکبرین کی گرینڈ اسٹرے ٹیجی کے انہدام کے صورت میں دنیا ایک عالمی بحران سے دوچار اور نظامِ حیات میں ایک بڑا خلا رونما ہونے والا ہے۔ اللہ کی مدد سے اس خلا کو پر کرنے کے لیے قرآن وسنّت کے مطابق ایک اعلیٰ اسٹرے ٹیجی اور ارفع حکمتِ عملی action plan کی ترتیب اور دنیا بھر کے ستائے ہوئے مستضعفین کو امن اور انصاف کی فراہمی دراصل وہ چیلنج ہے جس سے عنقریب امتِ مسلمہ کو نبرد آزما ہونا ہے۔ مسلمانوں کی ترقی اور ان کے باہمی تنازعات کے حل کے لیے مصالحتی کمیشن Inter muslim conflict resolution جیسے ادارے تشکیل دے کر حل کیا جائے جس کے لیے قرآن سے یہ بنیاد فراہم کی ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (الحجرات ۴۹:۱۰) ''مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو''۔

بلاشبہہ سیرتِ نبویؐ اور سیرتِ خلفاے راشدینؓ کی روشنی میں ایک بے لوث مجاہد قیادت

کی فراہمی، صلاحیت و صالحیت کی دو دھاری صفات سے متصّف سول و ملٹری انتظامیہ کی تشکیل، ایمان دارانہ اور بے لاگ نظامِ قضاۃ کا قیام نیز سچائی کے علَم بردار دیانت دار میڈیا مینیجرز اور مخلص باصلاحیت سفارت کاروں کی فراہمی کو یقینی بنا کر ہی امتِ مسلمہ اس چیلنج سے عہدہ برآ ہوسکتی ہے۔

نصرمن اللّٰہ وفتح قریب